**Al-Mīthāq** *(Research Journal of Islamic Theology)*
**ISSN:** 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
**Volume** 05, **Issue** 01, January - March 2026, **PP**: 255-271
**Open Access at**: https://almithaqjournal.org/

Article QR

# ملتان میں روحانیت اور اسلامی تہذیب واقدار کے فروغ اور معاشرتی امن ومعاشی توازن کے قیام میں مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) کے کردار کا تجزیاتی مطالعہ

# *An Analytical Study of the Role of Makhdoom Abdul Rashid Haqqani (d. 669 AH) in Promoting Spirituality, Islamic Culture and Values and Establishing Social Peace and Economic Balance in Multan*

| | |
|---|---|
| **1. Dr. Muhammad Akram Rana** dean.cosis@mul.edu.pk | *Dean, Facculty of Islamic Studies, Minhaj University, Lahore.* |
| **2. Dr. Muhammad Shah** headmasterges2mr@gmail.com | *Darbar Haqqani Makhdoom Rasheed, Multan.* |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ***How to Cite:*** | Dr. Muhammad Akram Rana and Dr. Muhammad Shah. 2026: "An Analytical Study of the Role of Makhdoom Abdul Rashid Haqqani (d. 669 AH) in Promoting Spirituality, Islamic Culture and Values and Establishing Social Peace and Economic Balance in Multan". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 5 (01): 255-271. | | |
| ***Article History:*** | **Received**: 25-02-2026 | **Accepted**: 22-03-2026 | **Published**: 31-03-2026 |
| | | | |
|---|---|---|---|
| ***Copyright:*** | **©The Authors** | | |
| ***Licensing:*** | CC BY | This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License. | |
| | |
|---|---|
| ***Conflict of Interest:*** | Author(s) declared no conflict of interest. |

## ***Abstract & Indexing***

DRJI, Advanced Sciences Index, Advanced Science Index, CiteFactor, Asian Research Index, SCI, Google Scholar, اردو جرائد اشاریہ, تحقیقات تحقیقاتی اشاریہ, ADL Asian Digital Library, EuroPub

## ***Publisher***

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

# ملتان میں روحانیت اور اسلامی تہذیب واقدار کے فروغ اور معاشرتی امن ومعاشی توازن کے قیام میں مخدوم عبدالرشید حقانی (م 669ھ) کے کردار کا تجزیاتی مطالعہ

## *An Analytical Study of the Role of Makhdoom Abdul Rashid Haqqani (d. 669 AH) in Promoting Spirituality, Islamic Culture and Values and Establishing Social Peace and Economic Balance in Multan*


1. **Dr. Muhammad Akram Rana**
   *Dean, Facculty of Islamic Studies, Minhaj University, Lahore.*
   dean.cosis@mul.edu.pk

2. **Dr. Muhammad Shah**
   *Darbar Haqqani Makhdoom Rasheed, Multan.*
   headmasterges2mr@gmail.com



## Abstract

This research presents an analytical study of the pivotal role played by Hazrat Makhdoom Abdul Rashid Haqqani (d. 669 AH) in fostering spirituality, Islamic civilization, and values, as well as establishing social peace and economic balance in Multan. While Multan's Islamic identity was initiated by Muḥammad bin Qāsim and later reinforced by Sultan Mahmud Ghaznavi, the region faced persistent spiritual instability and the rise of heterodox movements like the Qarmatians. The study highlights the historical turning point in 602 AH when Makhdoom Haqqani, a descendant of a noble scholarly lineage and cousin of Sheikh Bahauddin Zakariya, migrated from Kot Karor to Multan to provide a permanent spiritual foundation. Over seven decades, through the Qadirī Ṣūfī tradition, he effectively engaged both urban and rural populations, deeply embedding Islamic ethical values across all social strata. This paper specifically analyzes the uniqueness of his contributions to two critical societal pillars: the maintenance of communal harmony (social peace) and the promotion of economic equilibrium through Sufi-led social welfare. By examining his multifaceted legacy, the research concludes that Makhdoom Haqqani's influence was fundamental in transforming Multan into the "City of Saints" and a resilient fortress of Islamic civilization in the subcontinent.



***Keywords:*** *Makhdoom Abdul Rashid Haqqani, Multan, Qadirī Ṣūfī Tradition, Islamic Civilization, Social Peace, Economic Balance, Spiritual History.*


## تمہید وتعارف

ملتان جس کو آج مدینۃ الاولیاء کہاجاتا ہے اسے اسلام کا گڑھ اور روحانیت کا قلعہ بنانے میں بہت سی ہستیوں کا اہم کردار رہا ہے۔ 99ھ میں محمد بن قاسم نے یہاں اسلام کی شمع روشن کی اور سندھ سے دیپالپور تک کا علاقہ ملتان میں شامل کرکے اسے ملتان کا مرکز بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ جیسے ہی یہاں اسلام کے اثرات کمزور ہونا شروع ہوئے تو محمود غزنوی نے یہاں لگاتار حملے کر کے بالآخر 416ھ میں اسے اسلام کا قلعہ بنایا مگر دینی وروحانی لحاظ سے اس خطے کو مستقل سکونت پذیر صورتی بزرگ کی ضرورت محسوس ہوتی رہی جیسے ایک حد تک حضرت شاہ یوسف گردیز (م 531ھ) نے 481ھ میں یہاں تشریف لاکر پوری کرنے کی کوشش کی مگر جلد ہی یہاں قرامطی اثرات نے اپنے پنجے مضبوط کرکے یہاں اسلام کی دینی وروحانی بنیادوں کو کمزور کر دیا۔ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا (م 666ھ) اور مخدوم عبدالرشید حقانی (م 669ھ) جو کہ آپس میں چچازاد ہیں کا خاندان کئی پشتوں سے جدامجد حضرت شیخ حسین سے اس خطہ میں آیا اور کوٹ کروڑ میں مستقل رہائش پذیر رہا۔ اس خاندان کی دینی وروحانی خدمات کا ایک زمانہ

معترف رہا۔ حتی کہ اسلام کا درد رکھنے والے اکابرین نے ساتویں صدی ہجری کے آغاز سے ہی اس خاندان کے کوٹ کروڑ میں سرپرست اعلیٰ حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) کو ملتان میں مستقل سکونت اختیار کرنے اور ملتان کی سرزمین کو روحانی لحاظ سے مضبوط بنیاد فراہم کرنے پر آمادہ کی۔ 602ھ میں حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) اپنے خاندان کے ہمراہ ملتان میں آباد ہوئے اور سات دہائیوں تک اس خاندان نے ملتان کی روحانیت، معاشرت، معاشرتی امن اور معاشی توازن میں وہ کلیدی کردار ادا کیا کہ جس نے اس خطہ کو اسلام کا مرکز بنا کر روحانیت کا تاجدار بنا دیا۔ حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) کا کردار اس میں اس لیے بھی اہم ہے کہ انہوں نے قادری صوفی روایت کے ذریعے ملتان کی شہری آبادی سمیت دیہی آبادی کو بھی اس سے زیادہ فوکس کیا اور اس خطے کے تمام طبقات پر اپنے روحانی اثرات مرتب کیے۔ اس تحقیقی کام میں ہم نے آپ کے روحانی اثرات کا جائزہ لے کر اس خطے میں اسلامی تہذیب واقدار کے فروغ کا احاطہ کرنا ہے اور اس خطہ کے ٹاپ بنیادی مسائل معاشرتی امن اور معاشی توازن میں ان کے کردار کی انفرادیت کا تجزیہ کرنا ہے۔

## حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) کے حالات زندگی

حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) عظیم روحانی پیشوا، سلسلہ قادریہ کے برصغیر میں بانی اور زبردست صوفی بزرگ ہیں۔ بشیر حسین ناظم لکھتے ہیں:

> "جن لوگوں کے وجود مسعود سے خاندان و سلسلہ عالیہ قادریہ کی عظمت و جلالت بڑھی حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) ان میں سے ایک ہیں۔"[1]

آپ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی (م661ھ) کے چچا زاد اور عم زاد ہیں۔ اپنی خاص انفرادی فکر کی بدولت دنیائے تصوف میں قابل قدر نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ طریقت میں حال قوی اور شان عظیم رکھتے ہیں۔ آپ کو علوم شرعی پر مکمل دسترس تھی اور طریقت کے اسرار ورموز سے آگاہ تھے۔ شریعت اور طریقت کو جو امتزاج آپ کی فکر میں ملتا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ فہم و قرآن وحدیث، اعلیٰ اخلاق اقدار، حالت استغراق کشف و کرامات اور نمونہ کردار میں اپنے ہم عصر کبار مشائخ کرام میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ فنائے حدیث اور قرب خداوندی میں اپنی مثال آپ تھے۔ حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر (م684ھ) فرماتے ہیں:

> "میں ملتان میں حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی (م661ھ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسی اثناء میں حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) کا ذکر ہوتو حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی (م661ھ) نے فرمایا۔ میرا بھائی عبد الرشید قرب الہٰی میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں آپ کے جسم کو جان میں بال برابر بھی جگہ اسم ذات کے ذرک اور ذات الہٰی کے قرب سے خالی نہیں۔"[2]

آپ کا فیضان آپ کی اولاد کے ذریعے آج تک جاری وساری ہے اور آپ کے خانوادے سے منسلک ہزاروں مریدین آپ کے جاری فیضان کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ خطہ پاک وہند میں سلسلہ قادریہ کے فروغ کے سلسلے میں آپ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ آپ اس خطہ میں سلسلہ قادریہ کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں آپ کی نسبت سے ہزاروں خانوادے راہ سلوک اور تربیت مریدین میں شہرت نامہ حاصل کر چکے ہیں۔ عرس کے موقع پر لاکھوں مریدین، برہنہ پاؤں بتقاضہ ادب آپ کے آستانے کی طرف جاتے نظر آتے ہیں اور آپ کے در دولت میں جوتا پہن کر چلنا بے ادبی تصور کرتے ہیں۔ ڈاکٹر عبد المجید سندھی لکھتے ہیں کہ:

"آپ قادری سلسلے کے زبر دست بزرگ سید علی (بن خواجہ یوسف ہمدانی) کے خلیفہ ہیں۔"[3] امتیاز حسین شاہ اولیائے ملتان میں لکھتے ہیں کہ "اور برصغیر میں قادری کے زبر دست بزرگ ہیں۔"[4]

شیخ اکرام الحق ارض ملتان میں تحریر کرتے ہیں کہ:

"حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی 569ھ میں کوٹ کروڑ میں پیدا ئے۔"[5]

نور احمد خان فریدی کے مطابق حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی کی ولادت 566ھ کو تین سال گزرے تھے کہ اس خانوادے کے مطلع پر شریعت و طریقت کے ایک اور آفتاب نے طلوع کیا یعنی حضرت شیخ احمد غوث کے مشکوئے معلیٰ میں حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (569ھ) پیدا ہوئے۔[6] مخدوم العالم حضرت سلطان ایوب قتال (م766ھ) کے ملفوظ کے حوالہ سے شرف الدین قریشی جامع الکرامات فارسی نسخہ میں لکھتے ہیں:

"از شیخ محمد غوث بہ جوار رحمت حق پیوست 577ھ بہ پہلو بزرگوار در کوٹ کروڑ مدفون فرمووند آن وقت در عمر شیخ بہاء الدین دوازدہ پ بود و در عمر مخدوم عبد الرشید نہ سالہ بوو ند۔"[7]

جس وقت حضرت شیخ محمد غوث نے 577ھ میں وصال فرمایا اور اپنے بزرگ حضرت شیخ ابو بکر کمال الدین کے ساتھ کوٹ کروڑ میں مدفون ہوئے اس وقت شیخ بہاء الدین زکریا کی عمر 12 سال اور مخدوم عبد الرشید کی عمر 9 سال تھی۔

حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی حضرت شیخ احمد غوث (م589ھ) اور چچا شیخ محمد غوث (م577ھ) سے حاصل کی۔ نور احمد فریدی کے مطابق "دینی و شرعی علوم پر کمال دسترس کے لیے حضرت شیخ احمد غوث (م589ھ) نے بڑے بڑے متورعا اور منتہی علماء کوٹ کروڑ میں اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم دینی تربیت کے لیے جمع کر دیے تھے"۔[8] حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی اپنے والد حضرت شیخ احمد غوث کی وفات (589ھ بمطابق 1193ء) کے بعد کوٹ کروڑ کی ریاست پر تخت نشین ہوئے۔ اللہ کا فضل شامل حال تھا کم عمری میں ہی عدل و انصاف، نظم وضبط، سیاست ملک اور بہترین خارجہ تعلقات کے ذریعے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے کہ بڑے بڑے مدبر حیران رہ گئے۔ ایسا بہترین انتظام سلطنت متعارف کرایا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ شیخ شرف الدین قریشی مخدوم العالم حضرت سلطان ایوب قتال کے ملفوظ کے حوالے سے جامع الکرامات میں ان کے الفاظ نقل کرتے ہیں:

"بروفات احمد غوث، تمامی ملک دیار ہند ولایت بلخ و بخارا و غزنی خلعت ارسال نموو ند، مخدوم زادہ (عبد الرشید حقانی) را بر کرسی سلطنت نشاند ند۔ مخدوم زادہ را فضل یزدانی شامل حال بود، دخورد سالگی چنان عدل و تفحص و ضبط سلطنت نشاند کہ از قبلہ گاہ دہ حصہ زیادہ شہ و ملک بملک حسن اخلاق ایشان مشہور گشت و حصول خراج مملکت دوچنداں وسہ چنداں آمدنی گرفت و رعایا آباد و خوش و خرم گزران می نمود۔"[9]

"حضرت احمد غوث کی وفات (589ھ بمطابق 1193ء) کے بعد مخدوم عبد الرشید حقانی کو تمام (قریبی مراسم والی ریاستوں) ملک ہند، بلخ، بخارا اور غزنی کے (حکمرانوں کی طرف سے) خلعتیں ارسال کی گئیں اور مخدوم (عبد الرشید حقانی) کو تخت سلطنت پر بٹھایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال تھا۔ کم عمری میں ہی اس قدر انصاف اور نظم و ضبط سے کاروبار سلطنت چلایا کہ والد محترم سے دس گنا زیادہ معلوم ہوا۔ ملکوں ملکوں آپ کا حسن

اخلاق مشہور ہوا اور خراج مملکت دوگنا تگنا ہو گیا۔ رعایا ہستی خوشی زندگی بسر کرنے لگے۔

ساتویں صدی ہجری کے آغاز سے ہی غالباً 602ھ میں آپ ملتان آئے۔ نور احمد خان فریدی لکھتے ہیں:

"آپ نے انتظام سلطنت علی کرماخ کے سپرد کر کے اہل و عیال، خدام و خزائن سمیت ملتان کی طرف اس عظیم مشن کی بارآوری کے لئے روانہ ہوئے۔"[10]

جامع الکرامات میں ہے کہ "حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی حکم الٰہی کے مطابق اپنے کمالات و برکات کے ساتھ ملتان جنت المکان تشریف لے گئے اور جہاں اس وقت حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کا مزار ہے اس جگہ ہر سکونت اختیار کی (اس وقت قرامطی عقائد کے زیر اثر لوگوں میں اسلام کے بنیادی عقائد اور علماء و مشائخ سے دوری عام ہونے کے باوجود حضرت شیخ یوسف گردیز (م 531ھ) کے روحانی اثرات کے سحر میں گرفتار ضرور تھے اگرچہ حضرت شیخ یوسف گردیز کی اولاد میں اس وقت ان کی روحانی تربیت کے لئے مخدوم عبد الصمد موجود تھے مگر کوئی خاطر خواہ نتیجہ نظر نہیں آرہا تھا۔ حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی کو اس ساری صورت کا ادراک تھا) گھڑیالی دروازے کے نزدیک بڑے ٹیلے کے نیچے ایک کنواں بغیر بیلوں کے چلتا تھا جس کے بارے میں مشہور تھا کہ حضرت شیخ یوسف گردیز (م 531ھ) نے اپنی کرامت کے ذریعے جاری کیا (ان کے وصال کے ستر سال بعد بھی بغیر بیلوں کے چل رہا تھا) ایک دن حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی اس کنویں کے پاس تشریف لے گئے اور اسے چلنے سے روک دیا۔ ملتان کے لوگ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر حیران رہ گئے اور آپ کے مطیع ہوئے ہر خاص و عام آپ سے محبت کرتے اور جان و مال آپ پر نثار کرتے آپ نے (قرامطہ عقائد کے تسلط میں جکڑے لوگوں) اور جہلا و گمراہ لوگوں کی ہدایت فرماتے چالیس سے پچاس اشخاص آپ کی نظر کیمیا کے اثر سے باکمال (ولی) بن گئے علوم قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس میں آپ اپنی مثال آپ تھے اور بے شمار خلقت آپ سے مستفید ہوتی تھی حضرت مخدوم کے رشد و ہدایت کا شہرہ تمام ریاستوں اور اطراف میں بھی پھیل گیا ستر آدمی آپ کے علم کی بدولت (تھوڑے ہی عرصے میں) کامل اور فاضل قرار پائے۔[11] ڈاکٹر روبینہ ترین لکھتی ہیں کہ:

"حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م 669ھ) نے ملتان سے ساتھ خدام کے ہمراہ (614ھ) بمطابق (1217ء) مزید روحانی اور دینی علوم کے حصول کے لئے حرمین کا سفر اختیار کیا"[12] جامع الکرامات میں ہے کہ "ملتان سے شہر ہریو" تشریف لائے وہاں حضرت شیخ نصیر الدین ہروی (م 639ھ) سے ملاقات ہوئی۔ آپ صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے سات دن تک اپنے پاس مہمان رکھا اور پوری توجہات مرکوز کر دیں وہاں سے تبریز میں حضرت شیخ میر حسینی (م 718ھ) کی خدمت میں پہنچے انہوں نے حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی پر خاص نگاہ فرمائی اور کمال توجہ سے روحانی منازل عطا فرمائیں تبریز میں ہی حضرت شیخ جلال الدین تبریز (م 654ھ) سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا خاص توجہ کی اور راہ سلوک کی منزلوں کو آپ پر آشکار کر دیا وہاں سے شیخ نجم الدین کبریٰ (م 618ھ) سے ملاقات کا شرف ملا تو انہوں نے حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م 669ھ) پر خاص توجہ فرما کر روحانی علوم سے سیراب کیا۔ چونکہ حرمین طیبین پہنچنے کا کمال اشتیاق تھا دن رات منزلیں مارتے حرم کعبہ پہنچے اور (ذوالحج 616ھ بمطابق 1220ء) حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی بعد ازاں مدینہ طیبہ میں سرور کائنات ﷺ کے روضہ پاک کی حاضری دی اور تین سال تک وہاں مجاوری کی۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران شیخ کمال الدین یمنی (م 642ھ) سے نشت و برخاست رہی۔ اسی

دوران ایک رات سرور کائنات ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل کی فرمایا اے عبد الرشید تمہیں جو بھی ملے گا سید علی ہمدانی (م623ھ) سے ملے گا چنانچہ حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی سکندریہ کے راستے سے ہوتے ہوئے ہمدان میں حضرت سید علی ہمدانی (م623ھ) کے حضور 620ھ بمطابق پہنچے۔"[13]

جامع الکرامات میں شرف الدین قریشی نقل کرتے ہیں کہ "مرشد کریم حضرت سید علی ہمدانی سے اجازت لے کر جب حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی ملتان کی طرف چلے تو راستے میں واردات الٰہی اور فتوحات غیبی پر مشتمل بہت سے حالات ظہور ہوئے۔ عشق الٰہی کی آگ نے جسم اور ہوش کو جلا ڈالا تھا اسی اثنا میں موحد حقیقی حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) ایک غار میں داخل ہوئے عالم استغراق میں چشم حیرت سے ٹکٹکی باندھے آسمان کی طرف تکتے رہے چھ ماہ تک کھانے پینے اور دیگر ضروریات کی ضرورت محسوس نہ کی اور یہی حالت قائم رہی۔ خدام میں حضرت شیخ عبد اللہ ملتان روانہ ہوئے اور حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی (م 666ھ) کو ساری صورت سے آگاہ کیا۔ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی (م666ھ) نے مخدوم العالم کے والد (سلطان ایوب قتال م766ھ) کے والد اور مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) کے بڑے فرزند مخدوم ابو بکر (م659ھ) کی معیت میں خدام بھیجے، ان کے پہنچتے ہی حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) پر عالم استغراق سے عالم ہوش میں آگئے اور ملتان کی طرف روانہ ہوئے۔"[14]

624 بمطابق 1227ھ ملتان میں داخل ہوئے سب احوال حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کے گوش گزار کیے۔ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا نے تمام مال واسباب حضرت کے سپرد کرنا چاہیے۔ مگر حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی نے فرمایا کہ میں مرشد کے حکم سے مال واسباب، دولت وشہرت کی نسبت عبادت وریاضت اور اسرار الٰہی کے نظاروں میں خود کو محو کرنا چاہتا ہوں۔ جامع الکرامات میں شرف الدین قریشی یوں نقل کرتے ہیں کہ:

> "بحث ومباحثہ کے بعد باہمی مشاورت سے طے پایا کہ تمام مال واسباب بانٹ لیا جائے تاکہ کسی کا کسی پر حق باقی نہ رہے۔ چنانچہ زمین کی تقسیم کیلئے قرعہ اندازی کا طریقہ اپنایا گیا دریائے راوی کی ایک سمت کی زمین دوسری سمت کی زمین کو برابر تقسیم کرتی تھی۔ قرعہ ڈالا گیا تو مشرقی سمت مخدوم عبد الرشید حقانی کے حصے میں آئی اور مغربی سمت حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کے حصے میں آئی۔ تین کروڑ نقد اشرفی تھی جسے باہمی رضامندی سے دو کروڑ اشرفیاں فی سبیل اللہ تقسیم کر دیں اور ایک کروڑ آپس میں بانٹ لی حضرت مخدوم شیخ عبد الرشید حقانی نے (مرشد کی طرف سے قیام کیلئے تجویز کیے گئے علاقہ ملتان سے جانب مشرق دہلی روڈ پر رواہا نامی علاقے میں ابو الفتح اور تاج الدین مڑل سے چند قطعات زمین خریدی) اور باقی مال فی سبیل اللہ ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا۔ جب ضرورت سے زائد کچھ مال باقی نہ رہا تو ملتان سے اپنے مستقل ٹھکانہ کی طرف روانہ ہوئے۔"[15]

جامع الکرامات میں مخدوم عبد الرشید حقانی کا جائے وصال آنے کا واقعہ شرف الدین قریشی یوں نقل کرتے ہیں:

> "شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا مع صاحبزادگان شیخ فخر الدین عراقی (688ھ) اور حضرت سید جلال الدین بخاری (690ھ) میں آپ کے متعلقین اور اسباب سمیت وہاں تک پہنچانے آپ کے ہمراہ آئے اور مخدوم عبد الرشید حقانی اپنی خرید کردہ زمین پر مردانہ اور زنانہ حصوں پر مشتمل مکانات تعمیر کرائے اور انکے گرد قلعہ کی طرح فصیل بنوائی دریائے راوی سے زمینوں کو سیراب کرنے کیلئے ایک چوڑا نالہ مثل دریا کھدوایا۔ بیابان

جنگل کی تمام زمین قابل کاشت ہو گی اپنے متوسلین کو زمین تقسیم کر دی تا کہ آزادانہ کاشت کریں۔ خود بھی کسب حلال کیلئے زراعت کا پیشہ اپنایا۔ جن کو زمین تقسیم کر دی اور وقف کی اگر وہ از راہ عقیدت فصل بہ فصل حصہ بطور تحفہ دینے کو قبول فرماتے اور پھر راہ الٰہی میں تقسیم فرما دیتے گھر اور لنگر کا خرچہ اپنی کاشت کردہ زمین سے کرتے۔ ہر وقت اونی لباس زیب تن فرماتے اور مسلسل روزے رکھتے اکثر عالم استغراق میں رہتے۔"[16]

احمد ضمیر ہاشمی آپ کے مدرسے سے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"یہاں حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (669ھ) نے عالیشان مدرسہ (جو بعد میں مدرسہ حقانیہ اور خانقاہ حقانیہ کے نام سے مشہور ہوا) کی بنیاد رکھی دور دور سے لوگ شرعی اور روحانی علوم حاصل کرنے کیلئے یہاں آتے۔ اپنی عمر کے آخر تک آپ اس مدرسہ اور خانقاہ سے دینی وروحانی علوم کی ترویج فرماتے رہے۔ زندگی کے آخری ایام میں تقاضائے بشریت ضعف کی وجہ سے آنکھوں کے پپوٹے آنکھوں پر آ گئے لیکن آپ اپنے آنکھوں سے پپوٹے اٹھا کر دینی وروحانی علوم کا برابر درس دیتے رہے۔"[17]

شیخ اکرام الحق ارض ملتان میں لکھتے ہیں کہ "آپ نے یہاں چاہ احداث کرایا (جس کے پانی سے اہل وعیال، متوسلین، مدرسہ وخانقاہ سیر اب ہوتے) اس کا پانی پینے سے پیٹ کے امراض اور دیگر امراض سے شفا ہوتی ہے۔"[18] چنانچہ یہ کنواں جواب چشمہ آب شفا کے نام سے معروف ہے آج تک جاری ہے اور لوگ عرس کے موقع پر اس چشمے سے سیر اب ہوتے ہیں عرس کے علاوہ دنوں میں اس چشمے کا پانی سوکھ جاتا ہے۔ جامع الکرامات میں نقل ہے کہ "حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر فرماتے ہیں میں اور مخدوم عبدالرشید حقانی ایک جگہ اکٹھے تھے تو مجاہدہ کے بارے میں گفتگو ہوئی میں نے حضرت مخدوم صاحب سے انکا احوال دریافت کیا تو فرمایا کہ میں نے سات دن لگاتار روزہ رکھا اور ساتویں دن ایک گھونٹ سے افطار کیا۔ تین سال میں نے مجاہدہ کیا کہ ایک سال میں ایک مسیر جو کھائے اور ہمیشہ عبادت الہٰی میں مشغول رہا اور کسی قسم کا ضعف محسوس نہ کیا۔"[19] جامع الکرامات کے مطابق آپ اکثر وبیشتر عالم استغراق میں رہتے کئی کئی ماہ تک کھانا نہ کھاتے اور عالم محویت میں عشق الہی کے جلووں میں مست رہتے اگر کوئی ملنے آتا تو عالم ہوش میں آتے۔ آپ کی خدمت کیلئے حضرت سلطان ایوب قتال (م766ھ) ہمہ تن تیار رہتے اور وضو کا پانی مہیا کرتے۔[20]

جامع الکرامات میں شرف الدین قریشی نقل کرتے ہیں کہ "حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر (669ھ) فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں اور حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی (م666ھ) ملتان میں موجود تھے مجاہدہ اور ریاضت کے بارے میں ذکر ہوا۔ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی (م666ھ) نے فرمایا میرے بھائی مخدوم عبدالرشید حقانی کا درجہ قرب الہٰی میں اس قدر بلند ہے کہ میں اس معاملے میں ان کی برابری کا یارا نہیں رکھتا وہ اللہ کے بہت قریب ہیں اور اللہ انکے بہت قریب ہے۔ چنانچہ میرے بھائی کے جسم وجان میں ایک بال برابر جگہ بھی ماسوی اللہ نہیں ہے۔"[21] جامع الکرامات کے مطابق آپ کے وصال کا واقعہ یوں ملتا ہے کہ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) محو عبادت تھے اور سلطان ایوب قتال (م766ھ) آپ کے حجرے کے باہر خدمت کیلئے موجود تھے اسی اثنا میں حجرے کے دروازے پر ایک سبز پوش بزرگ تشریف لائے اور پوچھا کہ مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) کہاں ہیں سلطان ایوب قتال نے فرمایا کہ حجرہ کے اندر محو عبادت ہیں۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ یہ گلاب کا پھول حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی کی بارگاہ میں پہنچا دیا آپ نے پھول لیا اور پھر دو رکعت نفل ادا کی۔ پھر میں پھول سونگھا اور سجدہ میں سر رکھ دیا اور آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔[22]

بالاتفاق مورخین آپ کا سن وفات 669ھ بمطابق 1270ھ (ماہ ذوالحج) ہے۔[23] تجہیز و تکفین کے بعد آپ کو اسی حجرے میں دفن کیا گیا جہاں آپ محوِعبادت رہتے تھے اور اسی جگہ آپ کا شاندار مزار ہے جو برصغیر کے صوفیاء کے مزارات میں سفید گنبد کے ساتھ اپنی خاص انفرادیت رکھتا ہے۔

## مخدوم عبد الرشید حقانی (م 669ھ) کی ملتان کی روحانیت پر اثرات

ملتان کی روحانیت تاریخ کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں نظر آتی ہے کہ تیرھویں صدی ہجری میں روحانی اعتبار سے ملتان نے خوب ترقی کی اور اسی دور میں ملتان میں تصوف بڑی تیزی سے پھیلا اور ملتان کے باشندوں کے علاوہ یہاں دور دراز سے بہت سے لوگ جن میں علم تشنگی بجھانے کیلئے آنے والے طلبہ کے علاوہ اکابر علماء کی بھی ملتان آمد رہی اور انہوں نے تصوف کی بہاروں سے خوب استفادہ کیا اور پھر اس کے اثرات دنیا کے طول و عرض میں لے گئے اسی دور میں ملتان کی صوفی روایت نے جہاں علماءومشائخ پر دورس اثرات مرتب کیے وہیں معاشرے کے سبھی طبقوں کو اپنے سحر میں جکڑنے کے بعد سلاطین دہلی اور ملتان کے حکمرانوں پر بھی سیاسی طور پر بڑے مثبت اثرات مرتب کیے۔ تیرھویں صدی عیسوی میں ملتان میں علمی اورروحانی اعتبار سے ایک ایسا ماحول تشکیل پاجاتا ہے کہ جس ماحول میں اسلام کی علمی اورروحانی اقدار کو جہاں پھلنے پھولنے کا موقع ملتاہے وہیں اس ماحول کی برکت سے اسلامی علوم دینیہ وروحانیہ کی ترویج واشاعت بھی آگے بڑھتی ہے اوراسی ماحول نے پھر معاشرے کے ہر طبقہ پر بہترین اثر بھی ڈالا کہ یہاں پھر علوم دینیہ میں دلچسپی لی جانے لگی اور اسی ماحول نے روحانی علوم کا ایک تسلسل بنایا کہ کئی صدیوں تک اس کے اثرات محسوس کیے جاتے رہے۔ اس سلسلے میں جس ماحول نے ملتان کی علمی وروحانی تاریخ کو ایک حسین موڑ دے کر ایک بہترین منزل پر لا کھڑا کیا اس ماحول کے بننے کے پیچھے کیا محرکات تھے ان کو بھی ذہن میں رکھ کر اگر اس دینی وروحانی ماحول کا جائزہ لیا جائے تو پھر اس ماحول کے بنانے والے صوفیاء کی دینی وروحانی خدمات کا درست اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ تیرھویں صدی عیسویں کے اوائل میں ملتان کے علم ودینی اورروحانی حالات کیا تھے اس بارے میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ یہاں باقاعدہ طور پر دینی اورروحانی مدارس تو کام نہیں کر رہے تھے مگر یہاں علوم دینیہ کے حصول کیلئے مدرسہ ضرور موجود تھا کہ جب بابا فرید گنج شکر (م 669ھ) یہاں دینی علوم ضروریہ کیلئے تحصیل علم کر رہے تھے تو یہیں مدرسے میں ان کی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی (م 633) سے ملاقات ہوئی تھی کہ جنہوں نے باباصاحب کو دینی علوم مکمل کرنے کے بعد ان سے ملنے اورروحانیت کی پیاس بجھانے کا کہا گویا کہ اس وقت ملتان میں روحانی علوم کی ترویج وتدریس نہ تھی ایک یہ کمی اور دوسرا قرامطہ عقائد کا لوگوں میں اثر بھی دینی وروحانی علوم کے ماحول کی راہ میں بڑی رکاوٹ تھا۔ لوگوں کے ذہن ان عقائد کے سحر میں اس قدر بے بس تھا کہ روحانی اقدار کی طلب اور سوچ ان میں دور دور تک نہ تھی۔ ملتان کے اس ماحول کا اندازہ بارھویں صدی عیسوی کے اختتام میں یہاں کے حکمران علی کرماخ (دور اقتدار 571 بمطابق 1176ء تا 582 بمطابق 1186ء) اور میر داد حسن (دور اقتدار 582 بمطابق 1186ء تا 601ھ بمطابق 1205ء) کو بخوبی ہو چکا تھا اور انہوں نے اپنے مرکزی سلطان، شہاب الدین غوری اور اس کے سپہ سالار قطب الدین ایبک کو بھی آگاہ کیا۔ ان کی سیاسی بصیرت نے ان کو ایسی ہستی کی تلاش پر مجبور کر دیا کہ جو ملتان میں علمی وروحانی ماحول بنانے کیلئے آمادہ ہو اور وہ اس بڑے ٹارگٹ پر پورا بھی اتر سکے۔ اس سلسلے میں جہاں انہوں نے باقی کوششیں کیں وہیں 1190ء میں غزنی واپس جانے سے پہلے شہاب الدین غوری نے اپنے سپہ سالار قطب الدین ایبک اس وقت اور لاہور، اچ کے حکمران علی کرماخ کے ہمراہ کوٹ کروڑ ضلع لیہ میں وہاں کے مسلم حکمران حضرت مخدوم سلطان عبد الرشید حقانی (م 669ھ) سے ملاقات کی اور ان کو ملتان کیلئے

موزوں خیال کرتے ہوئے ملتان آنے کی دعوت دی۔ اس سلسلے میں علی کرماخ کو حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی کو آمادہ کرنے کی ذمہ داری بھی دی۔ حتی کہ 601ھ بمطابق 1206ء جب قطب الدین ایبک نے ہندوستان میں سلطنت غلامان کی بنیاد رکھتے ہوئے۔ ناصر الدین قباچہ کو ملتان کا حاکم بنایا اور ملتان، سندھ کو دہلی کے زیر تسلط کر دیا اس وقت علی کرماخ کی کوششوں سے ملتان میں تشریف لائے۔ نور احمد خان فریدی اس سلسلے میں تحریر کرتے ہیں:

"حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی حکم الٰہی کے مطابق انتظام سلطنت علی کرماخ کے سپرد کر کے اہل و عیال، خدام اور خزائن سمیت ملتان کی طرف (اس عظیم مشن کی بارآوری کیلئے) تشریف لے گئے جہاں آج حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کا مزار ہے اس جگہ قیام فرمایا۔"[24]

حضرت نے یہاں قرامطہ عقائد کے خاتمے اور دینی و روحانی علوم کی ترویج کیلئے مدرسہ قائم کیا اور رات کوششوں میں لگ گئے۔ سلاسل تصوف کا یہاں پہلا قدم تھا جو کہ قادریہ نسبت کے حامل حضرت مخدوم رشید حقانی نے رنجہ فرمایا اور قادریہ روایت کے مطابق سب سے پہلے قرامطہ کو ہی آڑے ہاتھوں لیا۔ آپ نے شریعت و طریقت کا امتزاج اور ربط پیدا کرتے بیک وقت ہی مدرسہ میں علوم دینی و روحانی کی اشاعت شروع کی۔ ایک طرف آپ تدریس قرآن اور تفسیر قرآن میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ وہیں آپ روحانی کمالات سے بھی بھرپور فیض یاب تھے۔ دوران قیام ملتان آپ نے محسوس کیا کہ عوام الناس کے ذہنوں پر سید یوسف شاہ گردیز (م 531ھ) کا بہت روحانی اثر ہے اگرچہ ان کے وصال فرمائے بہتر سال کا عرصہ گزر چکا تھا مگر لوگ ان کے روحانی اثر میں ہونے کے باوجود بھی قرامطہ کے زیر تسلط تھے۔ سید یوسف شاہ گردیز کے پوتے سید عبد الصمد موجود تھے مگر ان پر بھی قرامطی اثرات تھے اور یہی قرامطی عقائد کے خاتمے میں سب سے بڑی رکاوٹ تھی۔ آپ نے یہاں اپنے روحانی کمالات کا سہارا لیا۔ شرف الدین قریشی جامع الکرامات میں لکھتے ہیں:

"گھڑیالی دروازے کے نزدیک ایک بڑے ٹیلے کے نیچے ایک کنواں حضرت شاہ یوسف گردیز کے دور سے بغیر بیلوں کے چلتا تھا۔ جس کے بارے میں مشہور تھا کہ اسے حضرت یوسف گردیز (م 531ھ) نے اپنی کرامات سے جاری کیا۔ ایک دن حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) اس کنویں کے پاس تشریف لے گئے اور کنویں پر ہاتھ رکھ کر اس کو چلنے سے روک دیا۔ ملتان بزرگ اور اکابر آپ کی یہ کرامت دیکھ کر حیران رہ گئے اور آپ کے مطیع ہوئے، ہر خاص و عام آپ سے محبت کرتا اور سب جان و مال آپ پر نثار کرتے ۔ آپ (قرامطہ عقائد میں جکڑے) جاہل و گمراہ اور علوم دینی و روحانی سے بے بہرہ) کم ہمت لوگوں کو جو مصروف احکام کو بجالانے میں کوتاہی کے مرتکب ہوتے تھے ہدایت فرماتے یہاں تک کہ (تھوڑے ہی عرصے میں) چالیس پچاس اشخاص آپ کی نظر کیمیا کے اثر سے باکمال ولی بن گئے اور حضرت مخدوم کے رشد و ہدایت کا شہرہ تمام ممالک اور اطراف میں پھیل گیا۔ آپ علوم قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس بے مثال تھے، بے شمار خلقت آپ سے مستفید ہوتی تھی ستر آدمی آپ کے علم کی بدولت کامل و فاضل قرار پائے۔"[25]

حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) جب 624 بمطابق 1227ء دوبارہ ہمدان سے ملتان تشریف لائے تو قادری صوفی روایت کو باحسن طریقے سے آگے بڑھاتے ہوئے ملتان کی دیہی علاقوں کی علمی و روحانی علوم کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے ملتان کے نواح دہلی روڈ پر "رواہا" نامی جگہ پر قوم مڑل کے رئیس تاج الدین سے قطعات اراضی خریدے اور دیہی آبادیوں میں علوم

دینی و روحانی کا ماحول ان کو ان کی دہلیز پر پہنچانے کیلئے وہاں مدرسہ حقانیہ اور خانقاہ مخدومیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ کا یہاں ہدف دیہی آبادی کے کم علم جہلا اور اسلام سے نہ آشناس ہندومت کے پیروکار تھے کہ جن کو آپ نے اپنے انداز تدریس سے علوم اسلامیہ کا گرویدہ بنا دیا۔ آپ نے دیہی آبادی کے بھی سبھی طبقات کو علم دینی اور روحانی کا سازگار ماحول دیا۔ خاص طور پر اس وقت دہلی روڈ پر جنگلات کے اندر قافلے لوٹنے والے ڈاکوؤں کی آماجگاہیں تھیں آپ نے اپنے فیوض و برکات اور سلسلہ قادریہ کے عظیم روحانی مقتداء حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (م 561ھ) کے افکار کے ذریعے ان ڈاکوؤں کو توبہ تائب کر کے راہ ہدایت پر گامزن کیا بلکہ انہیں علوم دینی و روحانی کا دیوانہ بنا دیا۔ پھر یہی جنگلات قطعات اراضی میں تبدیل ہوتے گئے اور ان کا کسب معاش بن گئے اور ڈاکہ زنی کی گھات لگانے والے رب کریم عزوجل کا قرب تلاش کرنے والے بن گئے۔ احمد ضمیر ہاشمی لکھتے ہیں:

> "آپ نے اپنے مدرسے میں قرآن و سنت، حدیث، فقہ، تفسیر، علم الکلام، اصول المعانی، کے علاوہ طریقت کے آداب اور راہ سلوک کی منازل پر تدریس کا عظیم کا ماحول عطا کیا۔ آپ کے اسی عطا کردہ ماحول کی بدولت دیہی علاقوں میں بھی علوم شرعی اور روحانی علوم کے حصول کا رواج قائم ہوا۔"[26]

پھر یہی مدرسہ ملتان کے مشرق میں شمالاً جنوباً (موجودہ اضلاع بہاولپور، لودھراں خانیوال، جھنگ، فیصل آباد، وہاڑی، بہاولنگر، بھکر، خوشاب، سرگودھا تک) تشنگان علم کی روحانی پیاس بجھانے کا ذریعہ بنا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک ان اضلاع سے لاکھوں لوگ حضرت کے فیضان سے سیراب ہونے در دولت پر حاضر ہوتے نظر آتے ہیں۔ گویا تیرھویں صدی عیسوی میں ملتان کے اندر سلسلہ سہروردیہ کے سرخیل صوفی بزرگ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا (م 666ھ) نے جہاں دینی و روحانی علوم کے حصول کا ماحول بنا دیا وہیں انہیں کے چچازاد، عم زاد حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م 669ھ) نے سلسلہ قادریہ کی نمائندگی کرتے ہوئے ملتان کی دیہی آبادیوں کو علم دینی و روحانی سے روشناس کرانے کیلئے انہیں دینی و روحانی ماحول عطا کیا اور پھر اس دینی و روحانی ماحول نے کئی صدیوں تک اس طرح اپنے فیوض و برکات سے لوگوں کو فیض یاب کیا کہ ملتان مدینۃ اولیاء اور ملتان مرکز روحانیت بن گیا کہ جہاں بیک وقت سلسلہ قادریہ اور سلسلہ سہروردیہ کے مشائخ نے کئی صدیوں تک دینی و علمی ماحول برقرار رکھا۔ اسی دینی و روحانی علوم کے مدارس کے فارغ التحصیل علماء اور خانقاہوں کے درویش جب قادریہ صوفی روایت اور سہروردیہ صوفی روایت کے امین بن کر اپنے شیوخ کے حکم سے یہی دینی و روحانی علوم لیکر ملتان سے چاروں سمت پھیلے اور اسفار کا ایک نظام ترتیب پایا تو دیکھتے ہی دیکھتے ملتان کی صوفی روایت برصغیر کے طول و عرض میں اس طرح پھیلی کہ یہاں سے پھر کئی صدیوں بعد پوری دنیا میں پھیل گئی۔ صوفی روایت چاہے سہروردی شکل میں حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی (م 666ھ) کی تشکیل کردہ ہو یا قادری شکل میں حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی کی تشکیل کردہ ہو انکے مدارس اور خانقاہ کے تربیت یافتہ صوفیاء نے اسفار کے ذریعے ملتان کی صوفی روایت کو پوری عالم میں ایک تابناک انداز سے پہنچایا۔ حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م 669ھ) نے جو پیغام قادری سلسلے کی نسبت سے اپنے تربیت یافتہ درویشیوں کا دیا انہوں نے ملتان کی دیہی آبادیوں میں جابجا اسفار کے ذریعے عام لوگوں تک پہنچایا۔ اس سلسلے میں سب سے بڑی مثال آپ نے خود قائم کی۔ جامع الکرامات میں شرف الدین قریشی لکھتے ہیں:

> "جب آپ نے 624ھ بمطابق 1227ء میں اپنی تمام جائیداد جو کہ دریائے راوی کا مشرقی حصہ اور ایک کروڑ اشرفی مع نقد و جنس سب اللہ کی راہ میں وقف کیا۔"[27]

تو اس علاقے میں موجود غرباء سے آپ کا ایک قلبی تعلق پیدا ہوا اور یہی تعلق آگے جا کر انہیں علوم دینیہ کا طالب اور علوم

روحانیہ کا سالک بنا گیا۔ دوسرا اہم قدم آپ نے خطے میں بیابان جنگل کو سیر اب کر کے کسب حلال کی طرف لوگوں کو مائل کر کے کیا کہ جب کسب حلال آسان ہو تو پھر دینی و روحانی تعلیم کی طرف سوچا جا سکتا ہے۔ شرف الدین قریشی جامع الکرامات میں لکھتے ہیں:

"آپ نے خود کاشتکاری کا پیشہ اختیار کیا، دریائے راوی سے مثل دریا چوڑا نالہ زمینوں کو سیر اب کرنے کیلئے کھدوایا۔ اپنے متوسلین میں سے ہر ایک کو زمین تقسیم کر دی کہ آزادانہ کاشتکاری کریں۔"[28]

درویشیوں کے ساتھ دہلی، ہانسی کے طویل سفر کے ساتھ ساتھ ملتان کے گردو نواح کی تمام دیہی بستیاں اسفار کے ذریعے دینی و روحانی علوم سے سیر اب کیں اور آپ کے بعد آپ کے خاندان کے قادری درویش اور آپ کے تربیت یافتہ درویش علاقوں میں اس طرح پھیلے کہ آج ان کے مزارات سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر دور دور تک اس روشنی کو پھیلانے میں کامیاب ہوئے۔ خاص طور پر ان قادری درویشیوں کی ان آٹھ سو سالوں میں خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ مخدوم صدر الدین قتال (م 766ھ) بمقام قلعہ راج گڑھ ضلع لودھراں، مخدوم حسن (م 699ھ) مخدوم چک لودھراں، مخدوم سلطان ایوب قتال قلعہ صدر پور لودھراں کی اولادیں اس قدر پھیلیں کہ پنجاب کے اکثر دیہاتوں میں انہیں کی اولاد کے مزارات ہیں۔ حتی کہ خیبر پختونخواہ اور کشمیر میں بھی ان قادری درویشیوں کے مزارات اس بات کا ثبوت ہیں کہ قادری صوفی روایت کہ جو ملتان میں تشکیل پائی اس کے اثرات آٹھ سو سالوں میں دنیائے عالم کے خطے خطے میں محسوس کیے جا سکتے ہیں۔

## مخدوم عبد الرشید حقانی کا ملتان میں اسلامی تہذیب واقدار کے فروغ میں کردار

سلسہ قادریہ کے بانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (م 561ھ) اپنے افکار اور اپنے عمل سے اس کا عملی نمونہ پیش کیا۔ آپ تمام رزائل اخلاق کی جڑ اور بنیاد نفسانی خواہشات کو سمجھتے ہیں اور اس نفسانی خواہشات کے خاتمے کو اوصاف حمیدہ کو عملی طور پر اپنانے کی بنیاد قرار دیتے ہیں آپ نے نفسانی خواہشات کے خاتمے پر بڑا زور دیا ہے فرماتے ہیں:

"ایک اللہ کی ذات ہے اور ایک تیرا نفس ہے نفس اللہ کا مخالف ہے اور تیرا دشمن ہے۔ اگرچہ نفس بھی اللہ کی مخلوق اور ملکیت ہے تاہم (حکمت خداوندی کے تحت) اس کو لذت اور شہوت کی وجہ سے کئی دعوے ہیں جب تو اللہ کی اتباع میں نفس کی مخالفت کرے گا تو یہ نفس تیرا دشمن ہو جائے گا۔"[29]

آپ نے نفس کے خلاف اس قدر اخلاص کے ساتھ لوگوں کو ابھارا کہ آپ کے تربیت یافتہ قادری درویشوں نے مجاہدہ نفس کو ایک تحریک بنا کر عام کیا اور نفسانی خواہشات کا عملی طور پر لوگوں کے دلوں سے قلع قمع کر دیا اور یہی سب سے بڑا کارنامہ ہے ڈاکٹر محمد حسین آزاد لکھتے ہیں کہ:

"حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (م 561ھ) نے لوگوں کو بے یقینی اور بے عملی کے روگ سے نکالا۔"[30]

انہوں نے انہیں عمل کی دعوت دی اور عمل بھی وہ عام کیا کہ جس میں مجاہدہ نفس کے نام سے تمام رزائل اخلاق کا قلع قمع ہو جاتا ہے دوسری اہم بات کہ جس پر معاشرت پر اسلامی رنگ غالب آتا ہے اور معاشرت حقیقی طور پر اسلامی تہذیب و تمدن کی آئینہ دار بن جاتی ہے وہ ہے کسبِ حلال کی ترغیب اور کسب حلال کا رواج، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (م 666ھ) نے اس معاملے میں بڑا زور دیا۔ آپ فتح الربانی میں فرماتے ہیں:

"بعض وہ ہیں جن کو حلال روزی سوال کے ذریعے ملتی ہے یہ مجبور ہیں بعض وہ ہیں جن کو روزی دعا کے ذریعے ملتی ہے یہ عاجز ہیں اور بعض وہ ہیں کہ جن کو روزی کسبِ حلال سے ملتی ہے یہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔"[31]

گویا سب سے اچھی طرز جس سے روزی کمائی جائے وہ کسب حلال ہے اور کسب حلال کی عملی شکلیں جس طرح آپ کے تربیت یافتہ قادری بزرگوں نے صوفیانہ رنگ کے باوجود بھی دکھائیں ان کی مثال نہیں ملتی۔ جیسا کہ ملتان میں قادری بزرگ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی نے توکل، انفاق فی سبیل اللہ اور سخاوت میں اعلیٰ درجہ پانے کے لئے اپنی تمام جائیداد رہ خدا میں خیرات کر دی اور ضرورت مندوں پر تقسیم کر کے اپنے لیے بادشاہانہ زندگی کو چھوڑ کر فقیرانہ زندگی کو ترجیح دی تو آپ کے اس عمل نے بیک وقت ملتان کے معاشرت سے فکر معاش میں کمی لاکر اسلامی اثر کے تحت روحانیت کے فروغ میں مدد فراہم کی۔ دوسری طرف آپ نے فقیرانہ زندگی کو اپنانے کے باجود کسب حلال کو اپنایا شرف الدین قریشی آپ کے ملفوظات کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ کسب حلال کے لئے زرعی قطعات خریدے اور اس میں کاشتکاری کی اور اپنے متوسلین کو بھی کسب حلال کی ترغیب دی اور قطعات تقسیم کر دیے کہ وہ آزادانہ کاشت کریں۔ جن کو آپ نے راہ خدا میں اپنی زمینیں اور جائیدادیں تقسیم کیں وہ از راہ عقیدت فصل بہ فصل آپ کو تحفے بھیجتے مگر آپ راہ خدا میں تقسیم کر دیتے اور لنگر کا خرچہ اپنی کاشت کردہ زمین کی آمدن سے چلاتے۔[32]

آپ نے سب راہ خدا میں تقسیم کر کے بھی معاشرے کو کسب حلال کی اہمیت بتائے کہ خود کاشت کاری کو اپنا کر بتا دیا کہ چاہتا تو جائیداد سے بقدر ضرورت رکھ کر باقی راہ خدا لٹا دیتا مگر سب لٹا کر خود کو ان غریب کسانوں کے ساتھ لا کھڑا کیا کہ جو کہ تھوڑی سے زمین کے مالک ہوتے اور کاشت کاری کر کے اسی پر توکل کر کے گزارہ کرتے گویا معاشرے میں اسلامی تہذیب و ثقافت کو عملی فروغ دیا جا رہا تھا ایک طرف آپ نے مدرسہ حقانیہ اور خانقاہ مخدومیہ کے ذریعے لوگوں کو دینی و روحانی علوم سے فیض یاب کر کے معاشرے میں اسلامی اقدار کو فروغ دے رہے تھے تو دوسری طرف آپ نے اسلامی اقدار کے عملی نمونے کسبِ حلال، خدمتِ خلق، توکل علی اللہ ایثار، اخوت، باہمی محبت، تالیف قلوب، انفاق فی سبیل اللہ کے بڑے پیمانے پہ عملی مظاہرے کر کے معاشرے میں اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلامی اقدار کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا اور یہ سب بھی ملتان کی اس آبادی میں کیا کہ جو علوم و فنون سے دور دیہاتوں میں آباد تھی کہ عموماً دیہات کے لئے تہذیب و اقدار سے نابلد ہوتے ہیں اور علم کی کمی کی وجہ سے معاشرت زبوں حالی کا شکار ہوتی ہے آپ نے اس معاشرے کو اسلامی تہذیب اقدار کا گہوارا بنا دیا۔ آپ نے سنتِ رسول کا عملی نفاذ اور عشق رسول کی دولت کو لوگوں ﷺ میں عام کر کے سنت رسول ﷺ کو معاشرے میں عام کیا اور اس ذات کی محبت کی وجہ سے لوگوں کا ہر ہر عمل سنت رسول ﷺ کے مطابق ہوا جس کے نتیجے میں معاشرت میں اسلامی اقدار رواج پا گئے۔

## ملتان کے معاشرتی امن کے قیام میں مخدوم عبدالرشید حقانی کی قادری روایت کا اثر

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی جس سلسلے کی ملتان میں قیادت کر رہے تھے اس سلسلہ کے بانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی زندگی کا اس زاویہ سے اگر جائزہ لیا جائے تو یہ بات حیران کن ہے کہ آپ کی زندگی میں آپ اسلامی اقدار کو تھامے جس طبقہ زندگی کو راہ ہدیات پر لانے میں کامیاب ہوئے وہ قافلوں کو لوٹنے والے رہزن قزاقوں (ڈاکوؤں) کا تھا۔ یہ ڈاکو راہ چلتے قافلے والوں کو لوٹتے اور امن کو تباہ کرتے۔ قلائد الجوائر میں ہے کہ:

> "جب آپ کی عمر مبارک 18 سال ہوئی تو 480ھ میں آپ روحانی علوم کی سیرابی کے لیے گیلان سے بغداد کا سفر کیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے والد کی طرف سے ترکے میں چھوڑے گئے۔ آپ کے چالیس دینار نان ونفقہ کے لئے آپ کے کپڑوں میں سے دیے اور ساتھ ہی نصیحت کی کہ ہمیشہ سچ بولنا، جب آپ کا قافلہ گیلان سے ہمدان کے علاقہ سے گزر رہا تھا تو ڈاکوؤں نے قافلے کو گھیر لیا اور سامان لوٹ لیا۔ آپ کے پاس ایک

ڈاکو آیا اور پوچھنے لگا کہ تمہارے پاس کچھ ہے تو آپ نے فرمایا کہ چالیس دینار ہیں جب اسے دینار نہ ملے تو اپنے سردار کے پاس لے گیا اس کے استفسار پر آپ نے کہا کہ میری ماں نے مجھ سے ہمیشہ سچ بولنے کا عہد لیا تھا میرے کپڑوں میں یہ چالیس دینار سلے ہوئے ہیں آپ کے سچ کا سردار پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ رہزنی سے توبہ تائب ہو کر راہ ہدایت پر آ گیا اور سارا سامان لوٹا دیا۔"[33]

حکیم غلام حیدر سہیل انیس المظاہر میں اسی واقعے کو اس انداز سے لکھتے ہیں:

"حضرت شیخ عبد القادر جیلانی روحانی فیض کا پہلا مظہر (معاشرتی امن میں کردار) ہمدان کی وادی میں ظاہر ہوا (اور تاریخ نے لکھا کہ کس طرح) خوفناک قوی ہیکل، ترکمانی بھیڑ کی بنی لمبی لمبی ٹوپیاں پہنے، گھنی پشم والی پوستین، زیب تن کیے، کندھوں پر کمانیں ڈالے، چمکدار نیزوں کو لہراتے قزاقوں کا ٹولہ (شیخ عبد القادر جیلانی کے ہاتھوں راہ ہدایت پا کر) موت کے نشان کی بجائے زندگی کے محافظ بن کر اسی قافلے کے ساتھ عقیدت سے چل رہے تھے۔"[34]

اس سے بھی حیرت کی بات یہ ہے کہ پھر اس واقعہ کے ایک سو کتالیس سال بعد 621ھ میں ہمدان ہی شہر میں آپ کے خلیفہ حضرت سید علی ہمدانی (م623ھ) سے آپ ہی کا فیض ملتان کے حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) حاصل کرتے ہیں اور اسی ہمدان شہر سے قادری خلافت حاصل کر کے ملتان میں قادری صوفی روایت کی بنیاد رکھتے ہیں اور مرشد کے حکم کے مطابق ملتان کے مشرق کی جانب دہلی روڈ پر بیابان جنگل کو اپنا مسکن بناتے ہیں تو آپ کے روحانی فیض کا یہاں جو ظہور ہوتا ہے وہ بھی اپنے دادا مرشد حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (م561ھ) سے عجیب ہی مماثلت رکھتا ہے۔ آپ نے یہاں سب سے پہلے ان ڈاکوؤں کو راہ ہدایت پر لانے کی کوشش کی کہ جو ملتان دہلی روڈ پر جانے والے قافلوں کو لوٹ کر قیام امن کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تھے۔ ان ڈاکوؤں کی جنگ کے ارد گرد بستیاں قائم تھیں جہاں پر یہ مال حرام تقسیم کرتے۔ اور اس علاقے میں خوف وہراس کی علامت سمجھے جاتے۔ آپ نے دینی وروحانی علوم کی ترویج اس خلوص اور محبت سے کی کہ یہ طبقات بھی آپ کی طرف کھنچے چلے آئے۔ نور احمد خان فریدی لکھتے ہیں:

"ایک مرتبہ 54 لوگوں پر مشتمل (ان ڈاکوؤں کا) گروہ آپ کی نگاہ فیض کرم کی بدولت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ جہالت، گمراہی، ظلم میں نامور تھا آپ کی نظر کیمیا سے ان کی زندگیاں بدل گئیں توبہ تائب ہو کر آپ کے مدرسہ سے وابستہ ہو کر بہت ہی کم عرصے میں کاملین کے درجہ پر پہنچ گئے اور شاید حقیقی کے جمال کا نظارہ کرنے والے بن گئے۔"[35]

ان نامور ڈاکوؤں کے سرداروں پر مشتمل گروہ کے حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی کے مدرسہ سے منسلک ہونے بعد ڈاکو راہ ہدایت کا درس دینے والے بن گئے اور یہ جگہ کہ جو معاشرے میں خوف وہراس کی علامت سمجھی جاتی تھی وہ امن کا پیغام بن گئی۔ حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی نے ان لوگوں پر نہ صرف راہ ہدایت پر گامزن کرنے کے لئے علومی دینی وروحانی سے فیض یاب کیا بلکہ ان کو کسب کو حرام سے حلال کی طرف لانے کا بھی انتظام کیا۔ ملفوظات جامع الکرامات میں ہے کہ:

"آپ نے اس جنگل کی زیر کاشت لانے کے لئے اور کسب حلال کاشت کاری کے لئے دریائے راوی سے ایک نالہ مثل دریا کھدوایا جس سے اس علاقے کو سیراب کیا جاتا۔"[36]

گویا آپ نے ان جنگل کے باسیوں کو کہ اپنی جہالت کی بنا پر بدامنی کی علامت بن گئے تھے علوم دینی وروحانی سے سیراب کر کے کسبِ حلال کی صرف ترغیب نہ دی بلکہ کسبِ حلال انتظام کر کے دیا تاکہ خود اپنے ہاتھوں سے رزق حلال کمائیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو فیض حضرت گنج شیخ عبدالقادر جیلانی سے چلا وہ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی نے اس فکر کو حسن عمل کی صورت میں اس خطے میں اس طرح پہنچایا کہ معاشرے میں امن اور محبت کی فضا قائم ہوگئی۔ اس سے بڑھ کر یہ آپ نے بحکم خداعزوجل اور بشارت رسول اکرم ﷺ یہاں کے طاقتور قبائل کے سردار اور امراء کے خاندانوں میں رشتہ ازواج میں منسلک ہو کر نہ صرف ان شدت پسند قبائل کو صوفیانہ اور درویشانہ رنگ عطا کیا بلکہ ان شدت پسند قبائل کو امن اور محبت کا داعی بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ جامع الکرامات میں ہے کہ:

> "آپ نے خطے کی مشہور قبیلہ مڑل کے سردار تاج الدین مڑل کی بیٹی، اور قلعہ راج گڑھ کے سردار رائے آلونہ کچھی کی صاحبزادی سے بشارت رسول اکرم ﷺ نکاح فرمایا اور ان قبائل کی دینی وروحانی تربیت کی۔"[37]

آپ کی نسبت کی وجہ سے ان قبائل میں امن وبھائی چارہ کی فضا قائم ہوئی صبر وبرداشت، ایثار وقربانی ان کا وطیرہ بن گیا۔ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی نے ملتان میں معاشرتی امن کو اپنے دائرہ اختیار کے اندر اتنی وسعت اور اتنی کامیابی سے ہم کنار کیا کہ خوف وہراس کی علامت سمجھنے والے امن کے داعی بن گئے۔

## ملتان میں معاشی توازن کا قیام اور مخدوم عبدالرشید حقانی کا کردار

کسی بھی معاشرے میں معاشرتی اقدار میں تبھی حسن آتا ہے جب اس معاشرے میں معاشی استحکام ہو اور معاشی توازن قائم ہو۔ ملتان کی تاریخ پر اگر طائرانہ جائزہ ڈالا جائے تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ ملتان ہر دور میں معاشی اعتبار سے استحکام کا حامل رہا اور اس کے باسی ہر دور میں وسائل روزگار کے سبب معاشی طور پر مستحکم رہے۔ البتہ معیشت کا دوسرا رخ معاشی توازن میں ملتان ضرور کمزور رہا۔ دولت ہمیشہ چند امراء کے ہاتھ میں سمٹ کر رہی اور آبادی کی اکثریت چاہے اس کا تعلق شہری آبادی سے ہو یا دیہاتی آبادی سے معاشی عدم توازن کا شکار ہو کر بدحال زندگی گزارنے پر مجبور رہی۔ ملتان پر کئی حکمران قابض ہوئے جس میں مسلم حکمران بھی شامل تھے مگر ملتان کی تاریخ بتاتی ہے کہ ملتان کی دولت لوٹ کر چلتے بنے کسی حاکم وقت نے غربت سے نیچے بستے بدحال لوگوں کے بارے میں سوچنا گوارا نہ کیا۔ تیرھویں صدی عیسوی میں ابتداء ہی سے مسلم حکومت کا باقاعدہ قیام عمل میں آجانے سے دہلی کی مرکزی حکومت کے ماتحت ملتان آگیا۔ اور یہاں پر ناصرالدین قباچہ سے شروع ہو کر نظام الملک، نورالدین محمود، ملک اعزالدین کبیر خان، ملک اختیار الدین، شہزادہ محمد، ملک شیر خان ملک عزت الدین بلبن، کیخسرو اور ارکلی خان جیسے شیر دل حاکم ملتان پر حاکم رہے مگر معاشی طور پر کمزور لوگوں کی طرف چند ایک جیسے شہزادہ محمد وغیرہ کے علاوہ کسی نے نہ سوچا اور تیرھویں صدی عیسوی پوری مسلم حکومت کے منظم اقتدار کے باوجود ملتان دولت کی منصفانہ تقسیم میں حکمرانوں کا کردار نہ ہونے کے برابر تھا۔

سلسلہ عالیہ قادریہ کے بانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تعلیمات اور ان کی عمل میں بارہا اس چیز کا درس موجود ہے کہ مالدار اپنا مال راہ خدا میں غرباء میں تقسیم کرلے اور اس طرح تقسیم کرے کہ اس کے پاس کچھ باقی نہ رہے۔ اور جس کے پاس کم دولت بھی ہو تو وہ بھی اپنے سے غریب لوگوں کے ساتھ بانٹ کر کھائے۔ آپ فتح الربانی میں فرماتے ہیں:

> "اولیاء اللہ کا مشغل سخاوت کرنا اور مخلوق کو راحت پہنچانا ہے اللہ کے فضل وکرم سے جو کچھ ان کو ملتا ہے وہ فقیروں مسکینوں پر اور جو تنگ دست ہتے ہیں انہیں ہبہ کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے پاس جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ

لوگوں پر خرچ کرتے ہیں۔"[38]

آپ اس بات کے قائل تھے کہ قادری نسبت رکھنے والے فقیروں اور درویشوں کے پاس دولت ہو بھی تو وہ غرباء میں تقسیم کریں اور فقیرانہ زندگی کو ترجیح دیں۔ آپ کے آسودہ زندگی کے دور میں توراہ خدا میں دولت کی تقسیم کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ مگر ہم یہاں آپ کے اس دور سے چند مثالیں پیش کریں گے کہ جب آپ 480ھ سے 521ھ تک بغداد میں تحصیل علم دینی وروحانی میں مصروف تھے۔ یہ وہ دور ہے کہ جب آپ گیلان سے 40 دینار لے کر بغداد آئے تو تھوڑے ہی عرصے میں بغداد جیسے سہولیات سے مزین مہنگے شہر میں خرچ ہو گئے اور قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ ہی سال گزرے کہ بغداد میں قحط پڑ گیا اور غرباء تو بدحال تھے ہی امراء پر بھی مشکل وقت آن پڑا۔ یہ جانب امرا تفری کا بازار سرگرم تھا۔ حکیم غلام حیدر سہیل انیس الظاہر میں لکھتے ہیں:

"بغداد میں سخت قحط پڑ جانے کی خبر جب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (م 561ھ) کی والدہ محترمہ کو ملی تو بہت پریشان ہوئیں اور جمع پونجی اکٹھی کر کے بغداد جانے والے قافلوں کی تلاش کر کے آٹھ دینار آپ کیلئے بھیجے۔ جب آپ تک یہ دینار پہنچے تو پہنچانے والا آپ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر بدحال ہو چکا تھا۔ آپ نے رقم لے کر پہلے اس کو کھانا کھلایا پھر اس کی مدد کی اور باقی رقم لے کر راشن لیا اور غرباء اور بے حال لوگوں میں تقسیم کر دیا۔"[39]

طالب ہاشمی تذکرہ غوثِ اعظم میں لکھتے ہیں کہ:

"بغداد میں قحط کا زور وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہی چلا گیا حتی مباح چیز کی تلاش سے بھی کچھ نہ ملتا انہیں دنوں جیلان سے بغداد کے راستے پر آتے شخص سے ملاقات ہوئی تو اس نے سونے کا ایک ٹکڑا جو آپ کی والدہ نے آپ کیلئے بھیجا تھا۔ آپ نے سونے کا ٹکڑا لیا اور بیچ کر فقراء میں بانٹ دیا۔ اس میں سے کچھ کھانے کے لیے خریدا اور لیکر فقراء کے درمیان گئے اور انہیں آواز دی اور سب نے مل کر کھایا۔"[40]

اسی فکر کو ملتان میں آپ کی فکر کے ترجمان قادری بزرگ حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی نے عملاً اس طرح آگے بڑھایا کہ ملتان کی معاشی تاریخ کو ہی بدل کر رکھ دیا۔ آپ نے جب 623ھ میں حضرت شیخ سید علی ہمدانی سے قادری خلافت لی تو انہوں نے آپ کو نصیحت کی جسے جامع الکرامات میں نقل کیا گیا ہے شرف الدین قریشی لکھتے ہیں کہ:

"جو مال واسباب تمہارے پاس ہے سب راہ خدا میں تقسیم کر دینا اور توکل علی اللہ کرتے ہوئے خاکساروں جیسی زندگی اختیار کرنا۔"[41]

جامع الکرامات میں ہے کہ آپ نے ملتان آکر اپنی تمام جائیداد راہ خدا میں تقسیم کر دی دریائے راوی سے مشرق اور مغرب طرف آپ کو ترکہ میں ملی اراضی جو نسل در نسل وراثت آرہی تھی آپ کے چچازاد بھائی حضرت شیخ بہاء الدین زکریا (م 666ھ) اور آپ نے بذریعہ قرعہ تقسیم کی اور جانب مشرق سمت آپ کا حصہ آیا اس کے علاوہ تین کروڑ اشرفی تھی جس کو باہمی رضامندی سے دو کروڑ راہ خدا دے دی اور ایک کروڑ تقسیم کی۔ اس کے علاوہ مال کثیر نقد وجنس بھی حصہ میں آیا۔ آپ نے اپنے حصہ کا سارا مال ومتاع راہ خدا تقسیم کر کے ملتان کے مشرق میں چند قطعات اراضی رہائش کیلئے مخصوص کیے جب ضرورت سے زائد کچھ باقی نہ رہا تو ملتان سے اپنے مستقل ٹھکانے کی طرف روانہ ہوئے۔[42] اس دور میں ملتان میں غرباء پروری کی اس سے بڑی مثال نہیں ملتی کہ آپ کے اس عمل سے دولت کی تقسیم میں اس طرح توازن پیدا ہوا کہ غریب لوگوں کو رہنے کو گھر اور کمانے کو زرعی اراضی ملی آپ نے اس سے بڑا کام یہ کیا کہ اسباب روزگار بڑھائے۔ جامع الکرامات میں ہے کہ:

"دریائے راوی سے بیابان جنگل کی طرف زمینوں کو سیراب کرنے کیلئے ایک چوڑا نالہ مثل دریا کھدوایا کہ بیابان جنگل کی زمین لائق کاشت ہوگئی۔ جس سے کہ خود بھی کسب حلال کو اپناتے ہوئے زراعت کا پیشہ اپنایا اور اپنے متوسلین کو بھی کسب حلال میں کھیتی باڑی کی ترغیب دی۔ جن کو آپ نے زمین وقف کی وہ از راہ عقیدت فصل بہ فصل آپ کو حصہ بطور تحفہ بھیجتے جسے آپ قبول تو کر لیتے مگر پھر راہ خدا میں غرباء میں تقسیم کر دیتے اور مدرسہ وخانقاہ کا لنگر اپنی کاشت کردہ زمین کی آمدنی سے چلاتے۔"[43]

آپ نے ملتان میں قیام کے دوران بحکم خدا یہاں کے امراء قبائل میں شادیاں کیں مگر آپ کو اگر ان امراء کی طرف سے دولت کثیر ملی بھی تو آپ نے آن کی آن راہ خدا تقسیم کردی اور پھر وہاں سے نکل کر معاشی طور پر خوشی ہونے کا موقع ملا اور ملتان کی عمومی فضا میں معاشی توازن قائم ہوا۔

## حاصل بحث

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) کا شمار ملتان کو مدینۃ الاولیاء کا درجہ تک پہنچانے والے اکابر صوفیاء میں ہوتا ہے۔ آپ نے ملتان میں تشریف لا کر ملتان میں مستقل سکونت اختیار کرتے ہوئے ملتان کی روحانی زندگی پر دُور رس اثرات مرتب کیے۔ ملتان کو اسلامی تہذیب واقدار سے اس طرح متعارف کرایا کہ عملی طور پر اسلامی تہذیب واقدار کی خوبصورت جھلک نظر آئی اور معاشرتی طور پر جن اقدار کی اس خطے کو سخت ترین ضرورت تھی ان کو اپنے عمل سے پورے خطے میں اس طرح روشناس کرایا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ نے خطے میں معاشرتی امن اور معاشی توازن میں بنیادی کردار ادا کیا۔ آپ نے معاصر صوفیاء جس طرح روحانی اقدار میں اپنی انفرادیت کو برقرار رکھا اسی طرح معاشرت ومعیشت میں بھی کلیدی تبدیلیاں کر کے ایسے اثرات مرتب کیے کہ جن کی بنیادیں اتنی مضبوط تھیں کہ ان پر بھی ملتان مرکز روحانیت اور مرکز محبت بن سکا۔ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) کی تمام تر روحانی فکر دراصل قادری سلسلہ کے سرخیل حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (م561ھ) کی روحانی فکر کی ترجمان ہے اور اس فکر کا عملی مظاہرہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) کی قادری صوفی روایت کے روحانی، دینی، معاشرتی اور سیاسی پہلوؤں کا جائزہ لے کر اس دور کے دیگر سلاسل کی صوفیانہ تحریکوں سے تقابل کر کے ان کی انفرادیت کو آشکار کیا جائے اور آپ کی اولاد کے ذریعے مرتب ہونے والے اثرات کا جائزہ لے کر معاشرے کے ہر زاویے سے اس کا احاطہ کیا جائے۔

---

## References


[1]. Nāẓim Bashīr Ḥusain, *Auliyā᾽-e-Multān* (Lahore: Sang-e-Mīl Publishers, 2005), p. 91.
[2]. Qureshī, Sharaf al-Dīn, *Jāmiʿ al-Karāmāt* (Urdū), trans. Farzand ʿAlī Shāh ʿAbd al-Raḥmān, p. 50.
[3]. Sindhī, Dr. ʿAbd al-Majīd, *Pākistān meṅ Ṣūfiyāna Taḥrīkeṅ*, p. 163.
[4]. Imtiyāz Ḥusain Shāh, *Auliyā᾽-e-Multān* (Multan: Kutub Khāna Niyāz Bohar Gate, 1999), p. 160.
[5]. Ikrām al-Ḥaqq Shaykh, *Arẓ Multān*, (Multan: Bazm-e-Saqāfat, 2011), p. 186.
[6]. Farīdī, Nūr Aḥmad Khān, *Tazkirah Bahā᾽ al-Dīn Zakariyā,* p. 89.
[7]. Qureshī, *Jāmiʿ al-Karāmāt,* trans. Rānā Muḥammad Sarwar, p. 57.
[8]. Farīdī, *Tazkirah Bahā᾽ al-Dīn Zakariyā,* p. 91.
[9]. Qureshī, *Jāmiʿ al-Karāmāt* (Fārsī), trans. Rānā Muḥammad Sarwar, p. 58.
[10]. Farīdī, *Tazkirah Bahā᾽ al-Dīn Zakariyā Multānī*, p. 113.
[11] . Qureshī, *Jāmiʿ al-Karāmāt* (Fārsī), trans. Rānā Muḥammad Sarwar, p. 108.
[12] .Rubīna Tarīn, Dr., *Multān kī Adabī wa Tahdhībī Zindagī meṅ Ṣūfiyā᾽-e-Kirām kā Ḥiṣṣa*, p. 172.
[13]. Qureshī, J*āmiʿ al-Karāmāt* (Fārsī), trans. Rānā Muḥammad Sarwar, pp. 110–111.
[14]. Ibid, p. 113.
[15]. Ibid, p. 40.
[16]. Ibid, pp. 115–116; Hāshimī, Bashīr Ḥusain Āftāb (Islāmabad: Police College Sehalā, 2000), p. 55.
[17]. Hāshimī, Aḥmad Zamīr, *Ḥaḍrat Makhdoom ʿAbd al-Rashīd Ḥaqqānī*, p. 12.
[18]. Ikrām al-Ḥaqq Shaykh, *Arẓ Multān*. P. 187.
[19]. Qureshī, *Jāmiʿ al-Karāmāt* (Fārsī–Urdū), trans. Munshī ʿAbd al-Raḥmān, p. 50.
[20]. Ibid., p. 58.
[21]. Ibid, p. 121.
[22]. Ibid., p. 126.
[23]. Qureshī, *Jāmiʿ al-Karāmāt* (Fārsī–Urdū), trans. Rānā Muḥammad Sarwar, p. 126; Jīlānī, *Aulād ʿAlī, Murqqaʿ Multān*, p. 222; Sindhī, *Pākistān meṅ Ṣūfiyāna Taḥrīkeṅ,* p. 163.
[24]. Farīdī, *Tazkirah Bahā᾽ al-Dīn Zakariyā,* p. 113.
[25]. Qureshī, *Jāmiʿ al-Karāmāt* (Fārsī), trans. Rānā Muḥammad Sarwar, p. 108.
[26]. Hāshimī, *Ḥaḍrat Makhdoom ʿAbd al-Rashīd Ḥaqqānī*, p. 12.
[27]. Qureshī, *Jāmiʿ al-Karāmāt* (Fārsī), trans. Rānā Muḥammad Sarwar, p. 114.
[28]. Ibid., p. 115.
[29]. Jīlānī, Sayyid ʿAbd al-Qādir, *Futūḥ al-Ghayb* (ʿArabī–Urdū), trans. Mawlānā ʿAbd al-Aḥad Qādirī, p. 34.
[30]. Āzād, Dr. Muḥammad Ḥusain, *Shajarah Nasab Razāqiyya Jīlāniyya* (Lahore: Maktaba Qādiriyya Razāqiyya, n.d), p. 8.
[31]. Jīlānī, Sayyid ʿAbd al-Qādir, *Fatḥ al-Rabbānī*, trans. Fayūḍ Ghaws Yazdānī, trans. Mawlānā ʿAbd al-Aḥad Qādirī, p. 699.
[32]. Qureshī, *Jāmiʿ al-Karāmāt* (Fārsī), trans. Rānā Muḥammad Sarwar, p. 116.
[33]. Tādhqī, ʿAllāmah Muḥammad ibn Yaḥyā, *Qalā᾽id al-Jawāhir fī Manāqib Shaykh ʿAbd al-Qādir Jīlānī,* trans. ʿAbd al-Sattār Qādirī, p. 63.
[34]. Suhail, Ḥakīm Ghulām Ḥaidar, *Anīs al-Maẓāhir fī Sīrat al-Sayyid ʿAbd al-Qādir Jīlānī* (Lahore: Shirkat Printing Press, 2011), p. 24.
[35]. Farīdī, *Tazkirah Bahā᾽ al-Dīn Zakariyā*, p. 114.
[36]. Qureshī, *Jāmiʿ al-Karāmāt* (Fārsī–Urdū), trans. Farzand ʿAlī Shāh, p.41.
[37]. Ibid, p.121.
[38]. Jīlānī, *Fatḥ al-Rabbānī*, trans. Mawlānā ʿAbd al-Aḥad Qādirī, p. 288.
[39]. Suhail, *Anīs al-Maẓāhir fī Sīrat al-Sayyid ʿAbd al-Qādir Jīlānī,* p. 31.
[40]. Hāshimī, Ṭālib, *Tazkirah Sayyidnā Ghawth al-Aʿẓam,* p. 55.
[41]. Qureshī, *Jāmiʿ al-Karāmāt* (Fārsī), trans. Rānā Muḥammad Sarwar, p. 113.
[42]. Ibid., p. 114.
[43]. Ibid, p. 40.